OPEN ACCESS
MA‘ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
ISSN (Online): 2664-0171
https://mei.aiou.edu.pk

السنن الکبریٰ کی ترتیب وتدوین میں امام نسائیؒ کا منہج واسلوب (ایک تحقیقی جائزہ)

Methodolgy of Imam nasai in his book as sunan ul Kubra

محمد جاوید
پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract

Almighty Allah revealed his last book for the guidance of humanity on his last prophet Hazrat Muhammad(paece be upon him)and said that it is duty of prophet(peace be upon him) to explain the contents of Holy Quran.Prophet (peace be upon him) himself motivated his companions to note his sayings (Ahadith).Many companions of Holy Prophet (peace be upon him) and scholars(muhaddithin)afterwards noted, collected and compiled their books on Ahadith.Imam Nasai R.A is one of them who wrote many books on Hadith & its relevent fields.

Al Sunan ul kubra is one of the Nasai,s books.He wrote it at first and then summarised his famous book Al-Mujtaba from it, which is taught almost in all the madaris of Pakistan.Al Sunan ul kubra has ١١٩٤٩ ahadith in it.Beside this it has a precious treasure of "Uloom ul Hadith".This book also clears many misconceptions about Imam Nasai,s manhaj & beliefs.

This article enlightens many aspects of Al Sunan ul Kubra and methodology of Imam Nasai.It also indicates towards the conditions that author adopted during the copmilation of his great book As Sunan ul Kubra.

امام نسائیؒ کا تعارف

جن محدثین نے فرامینِ رسول ﷺ کی تحفیظ وتدوین اور اشاعت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیں، ان میں ایک اہم نام امام احمد بن شعیب بن علی، ابو عبدالرحمٰن الخراسانی، النسائیؒ (م۔۳۰۳ھ) کا بھی ہے جو حدیث کی کتب ستہ کے مولفین میں سے ایک ہیں۔امام نسائیؒ کو ایک طرف امام قتیبہ بن سعیدؒ، اسحاق بن راہویہؒ، ہشام بن عمارؒ، ابنِ ابی شیبہؒ، ربیع بن سلیمانؒ، امام ابو داؤدؒ اور جوزجانیؒ جیسے آئمہ سے شرفِ تلمذ رہا تو دوسری طرف ابوبشر دولابیؒ، ابن السنیؒ، ابو القاسم الطبرانی ؒ، ابو جعفر الطحاویؒ، ابو جعفر العقیلی ؒ، ابو علی نیشاپوریؒ، ابو عوانہ الاسفرائینی ؒ، ابن عدی الجرجانیؒ اور ابن یونس الصدفیؒ جیسے مشاہیر اور صاحب تصنیف بزرگ آپؒ کے تلامذہ میں سے ہوئے ہیں۔

امام نسائیؒ ۲۱۵ھ کو خراسان کے مشہور شہر نسا میں پیدا ہوئے۔ اپنے شہر کے معروف علماء سے تحصیلِ علم اور حدیثِ مبارکہ کے سماع کے بعد بلخ، مرو، نیشاپور، بغداد، بصرہ، کوفہ، حران، موصل، رقہ، حلب، دمشق، حمص، بیت المقدس، مصیصہ، طرطوس، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، جزیرہ، قزوین اور ثغور جیسے علمی مراکز کے شیوخ سے استفادہ کیا۔ ۲۴۳ھ کے قریب آپؒ مصر تشریف لائے، حارث بن مسکین، عبدالملک بن شعیب بن لیث اور یونس بن عبدالاعلیٰ

الصدفی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیااور بالآخر مصر ہی کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنا کر اس کے محلّہ ذقاقُ القنادیل میں سکونت اختیار کی([1]) جہاں ۳۰۲ھ کے آخر تک آپ کا گھر حدیث کے طلبہ کے لیے ایک علمی مرکز بنا رہا۔ ذیقعدہ ۳۰۲ھ کو آپؒ حج کے ارادہ سے نکلے اور تیرہ صفر ۳۰۳ھ کو فلسطین میں آپؒ کا انتقال ہوا اور وہیں رملہ میں مدفون ہوئے[2]۔

امام نسائیؒ کثیر التصانیف بزرگ ہوئے ہیں۔ابن اثیر الجزری نے لکھا: امام نسائی نے حدیث اور علل الحدیث کے متعلق بہت سی کتب تالیف کیں[3]۔

آپؒ کی تالیفات میں سے المجتبیٰ ،خصائص علی رضی اللہ عنہ، عمل الیوم واللیلۃ، الاغراب،تسمیۃ فقہاءالامصار، التمییز، تسمیۃ مشائخ النسائی، تسمیۃ من لم یروعنہ غیر واحد، الضعفاء والمتروکین، ذکرالمدلسین، الطبقات، الجرح والتعدیل، من حدث عن ابن ابی عروبۃ و لم یسمع منہ، مسند الزہری ،مسند حدیث مالک بن انس اور السنن الکبری[1] زیادہ مشہور ہیں۔

کتاب کا نام اور مؤلف کی طرف اس کی نسبت

السنن الکبریٰ کے نام سے دو کتابیں معروف ہیں اور دونوں ہی مطبوع ہیں،ایک امام ابو عبدالرحمٰن نسائیؒ (م۔ ۳۰۳ھ) کی اور دوسری امام بیہقیؒ (م۔۴۵۸ھ) کی، یہاں اول الذکر کے متعلق کچھ گزارشات پیش کی جاتی ہیں۔

السنن الکبریٰ امام نسائیؒ کی تمام تصانیف میں سے ضخیم ترین تصنیف ہے اسے السنن الکبریٰ،السنن الکبیر،السنن ،مصنف النسائی اور دیوان النسائی وغیرہ کے ناموں سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ امام نسائیؒ کے اکثر مترجمین نے آپ کی طرف اس کی نسبت کی ہے اور یہ نسبت اتنے تواتر سے ہے، جس میں کسی شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اطراف، تراجم، رجال، شروح، تفسیر، سیرت، فقہ، مولفات، اجزاء، تخریج اور یہاں تک کہ مستقل حدیث کے موضوع پر لکھی جانے والی کتب میں بھی ایسے شواہد ملتے جو السنن الکبریٰ کی امام نسائیؒ کی طرف نسبت کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں۔

متقدمین کی بہت سی کتب میں کتاب کا نام لیے بغیر امام نسائیؒ کے حوالہ سے روایات کی تخریج کی گئی ہے اور ان کے محققین اور مخرجین نے وضاحت کی ہے کہ یہ روایات المجتبیٰ میں موجود نہیں ہیں بلکہ السنن الکبریٰ میں ملتی ہیں(۴)[4]۔ تحفۃ الاشراف میں تقریبا تین ہزار پانچ سو پچاسی (۳۵۸۵) سے زیادہ مقامات پر السنن الکبریٰ کی احادیث کے اطراف (۵)[5] جبکہ المجتبیٰ کی صرف باون (۵۲) احادیث کے اطراف ملتے ہیں(۶)[6]۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام نسائیؒ کی یہ تالیف ہر دور میں علماء کے پیش نظر رہی ہے اگرچہ زیور طباعت سے آراستہ نہ تھی۔

السنن الکبریٰ پہلی بار دکتور عبدالغفار البنداری اور سید کسروی حسن کی تحقیق کے ساتھ دارالکتب العلمیہ، بیروت سے ۱۴۱۱ھ کو چھ جلدوں میں طبع ہوئی جس میں احادیث کی تعداد گیارہ ہزار سات سو ستر ہے اور کتاب کے آغاز میں باسٹھ (۶۲) صفحات پر مبنی مقدمہ ہے۔

اس کا دوسرا نسخہ حسن عبدالمنعم شلبی کی تحقیق اور دکتور عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی کی تقدیم کے ساتھ شعیب الارنؤوط کے زیرِ اشراف مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، لبنان نے ۱۴۲۱ھ کو بارہ جلدوں میں شائع کیا جس میں دس جلدیں متن جبکہ دو جلدیں فہارس پر مبنی ہیں۔ کتاب کے آغاز میں بہتر (۷۲) صفحات پر مشتمل مقدمہ ہے، اس نسخہ میں روایات کی تعداد گیارہ ہزار نو سو انچاس (۱۱۹۴۹) ہے۔

السنن الکبریٰ اور المجتبیٰ کا باہمی تعلق

المجتبیٰ امام نسائیؒ کی کتب میں سب سے مشہور کتاب ہے۔ اس کا شمار حدیث کی کتب ستہ میں ہوتا ہے اور یہ پاکستان کے اکثر دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔ اسے سنن النسائی، المجتبیٰ اور المجتنیٰ (نون کے ساتھ) کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ عربی زبان میں اس کی شروح کے ساتھ ساتھ اردو، فارسی، انگلش وغیرہ میں اسکے تراجم، شروح اور مختصر حواشی بھی موجود ہیں۔ حافظ سیوطیؒ اور محمد بن عبد الہادی سندھیؒ کے حواشی زیادہ معروف ہیں جبکہ شروح میں سب سے بسیط شرح دار الحدیث الخیریہ مکہ مکرمہ کے مدرس الشیخ محمد بن علی بن آدم نے ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ کے نام سے چالیس جلدوں میں مرتب کی ہے۔ محمد مختار الشنقیطی کی شرح شروق انوار المنن الکبریٰ الالٰھیۃ بکشف اسرار السنن الصغریٰ النسائی بھی پانچ جلدوں میں مطبوع ہے۔

المجتبیٰ ہمارے ہاں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ جب مطلقاً یہ کہا جائے کہ اس روایت کی تخریج نسائیؒ نے کی ہے تو اس سے عمومی طور پر المجتبیٰ ہی مراد لی جاتی ہے، جبکہ السنن الکبریٰ یا دیگر کتب کی روایات کا ذکر تقیید کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ہاں بعض کتب میں السنن الکبریٰ کی روایات کا ذکر بھی مطلقاً کیا گیا ہے۔ بعض علماء نے آپؒ کے لیے صاحب السنن اور لہٗ کتاب السنن کے کلمات استعمال کیے لیکن السنن الکبریٰ یا المجتبیٰ میں سے کسی کی طرف بھی اشارہ نہیں کیا۔ مزیؒ نے لکھا:

"صاحب کتاب السنن وغیرھامن المصنفات المشھورۃ"[۷]۔

المجتبیٰ کے متعلق یہ اختلاف بھی نقل کیا گیا ہے کہ آیا یہ امام نسائیؒ ہی کی تصنیف ہے اور آپؒ نے ہی السنن الکبریٰ سے اس کا اختصار کیا ہے یا اسے آپؒ کے شاگرد امام ابن سنیؒ نے السنن الکبریٰ سے منتخب کیا ہے؟ اس باب میں تین آراء معروف ہیں۔

الف۔ المجتبیٰ امام النسائیؒ کی تالیف، اختصار ہے

امام نسائیؒ کے اکثر تذکرہ نگاروں کے مطابق امام صاحب نے پہلے السنن الکبریٰ تالیف فرمائی اور امیر رملہ کے ایماء پر خود ہی اس میں سے المجتبیٰ کا انتخاب کیا۔ ابن اثیر جزریؒ نے لکھا: سالٔ بعض الامراء اباعبد الرحمن عن کتابہ السنن اکلہٗ صحیح؟ فقال لا، قال اکتب لنا صحیح منہ مجرداً فصنع، فھوالمجتبیٰ من السنن، ترک کل حدیث اوردہ فی السنن مما تکلم فی اسنادہ بالتعلیل[۸]۔

ابن کثیرؒ نے لکھا: وقد جمع السنن الکبیر ،و انتخب منہ ماھو اقل حجماً منہ بمرات،وقد وقع لی سماعھا[۹]۔

ب۔ المجتبیٰ امام ابن السنیؒ کی کا اختصار ہے

امام ذہبیؒ کی رائے ہے کہ یہ انتخاب امام ابن سنیؒ کا ہے، امام نسائیؒ نے السنن الکبریٰ تالیف فرمائی اور اس سے المجتبیٰ کا انتخاب امام ابن سنیؒ نے کیا ہے۔ ابن اثیر کا مذکورۃ الصدر قول نقل کرنے کے بعد ذہبیؒ لکھتے ہیں": قلت ھذا لم یصح بل المجتنیٰ اختیار ابن السنی "[۱۰]۔

السخاویؒ نے امیر الرملہ والے اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد اس کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا: لیکن امام نسائیؒ کی طرف السنن الکبریٰ سے المجتبیٰ کی تجرید کی نسبت محلِ نظر ہے، کیونکہ المجتبیٰ کا انتخاب تو ابن سنیؒ نے کیا اور ہو سکتا ہے کہ انھوں نے ایسا امام نسائیؒ کے حکم سے کیا ہو[11]۔

ج۔ المجتبیٰ امام نسائیؒ کی تالیف ہے اور امام ابن السنیؒ اس کے محض ایک راوی ہیں

تیسری رائے یہ ہے کہ المجتبیٰ امام نسائیؒ ہی کی تالیف ہے اور امام ابن سنیؒ امام صاحبؒ سے اس کے محض ایک راوی ہیں اور جس طرح دوسری کتب حدیث جو ایک سے زیادہ تلامذہ سے مروی ہیں اور ان کے مختلف نسخوں میں اختلافات موجود ہیں اسی طرح السنن الکبریٰ کا وہ نسخہ جو امام ابن سنیؒ سے مروی ہے یہ بھی دوسرے نسخوں سے کچھ مقامات پر مختلف ہے۔ اس رائے کا اظہار دکتور سعد بن عبد اللہ الحمید نے کیا ہے اور اپنے اس نظریہ پر کچھ دلائل بھی نقل کیے ہیں[12]۔ دکتور فاروق حمادہ نے بھی ان کے دلائل کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ **وہ کتب جو صرف السنن الکبریٰ کا حصہ ہیں**

السنن الکبریٰ تراسی (۸۳) کتب پر مشتمل ہے، جن میں سے تینتیس (۳۳) کتب تو ایسی ہیں جو سرے سے المجتبیٰ میں موجود ہی نہیں ہیں اور جو موجود ہیں ان کی بھی بہت سی روایات اور تعلیقات ایسی ہیں جو المجتبیٰ میں موجود نہیں۔ تاہم امام نسائیؒ کا یہ کوئی قطعی اصول نہیں ہے کہ جو روایات یا تعلیقات المجتبیٰ میں موجود ہوں، وہ لازمی طور پر السنن الکبریٰ میں بھی موجود ہوں گی، بلکہ بعض روایات ایسی بھی ہیں جو المجتبیٰ میں تو موجود ہیں لیکن السنن الکبریٰ میں موجود نہیں ہیں۔ اسی طرح المجتبیٰ کی کچھ کتب (مثلا کتاب المیاہ ،کتاب الحیض والمستحاضہ ،کتاب الغسل والتیمم وغیرہ) ایسی ہیں جو السنن الکبریٰ میں موجود نہیں ہیں، البتہ المجتبیٰ کی ان کتب کی اکثر روایات کی تخریج السنن الکبریٰ کی دوسری کتب میں کی گئی ہے۔ (المجتبیٰ کی کتاب المیاہ، کتاب الحیض و المستحاضہ اور کتاب الغسل والتیمم کی اکثر روایات السنن الکبریٰ کی کتاب الطھارۃ میں موجود ہیں[13]۔

امام نسائیؒ کی السنن پر صحیح کا اطلاق اور النسائیؒ کی اخذ حدیث کی شرائط

الف۔ امام نسائیؒ کی السنن پر صحیح کا اطلاق

ابو علی نیشاپوری، حمزہ بن محمد الکنانی المصری تلمیذ نسائی، ابواحمد بن عدی، ابوالحسن الدار قطنی، ابن طاہر المقدسی، ابن سکن، ابوطاہر سلفی، ابن مندہ، عبد الغنی بن سعید، ابو یعلی الخلیلی، امام حاکمؒ، ابوالحسن المعافری، ذہبی، سخاوی اور خطیب بغدادی وغیرہ نے امام نسائیؒ کی السنن پر صحیح کا اطلاق کیا ہے[14]۔

محمد بن معاویہ بن احمر کہتے ہیں: "سمعت عبد الرحیم المکیؒ وکان شیخاً من مشایخ مکۃ یقول مصنف النسائیؒ اشرف المصنفات کلھا و ما وضع فی الاسلام مثلہ"[15]۔

محمد بن معاویہ بن احمر نے ہی بیان کیا کہ امام نسائیؒ نے فرمایا: کتاب السنن کی سب کی سب روایات صحیح ہیں ہاں اس کی کچھ روایات معلول ہیں مگر یہ کہ ان کی علت واضح نہیں ہے، جبکہ اس میں سے منتخب کردہ المجتبیٰ کی سب روایات صحیح ہیں[16]۔

امام کی نسائیؒ کی یہ بات محل نظر ہے کہ المجتبی کی تمام روایات صحیح ہیں اور اس کی طرف بعض نقادوں (ذہبی وغیرہ) نے اشارہ بھی کیا ہے۔ بلکہ المجتبی میں بھی بہت سی روایات ضعیف اور معلول ہیں اور ان میں سے بعض کی تو خود امام نسائیؒ نے نشاندہی بھی کر دی ہے۔

سخاویؒ نے لکھا: "فکتاب النسائی اقلها بعد الصحیحین حدیثاًضعیفاًوکذلک قال ابن رشید انه ابدع الکتب المصنفة فی السنن تصنیفاً و احسنها توصیفاً وهو جامع بین الطریقی البخاری و مسلم مع حظِ کثیرِ من بیانِ العلل"[۱۷]

ب۔ امام النسائیؒ کی اخذ حدیث کی شرائط

امام نسائیؒ نے السنن میں کہیں بھی اپنی اخذِ حدیث کی شرائط کا واضح ذکر نہیں کیا، البتہ آپؒ کی طرف منسوب حکایات سے آپ کی شرائط کا کچھ اندازہ ضرور ہوتا ہے۔ امیر رملہ کے ساتھ آپؒ کی مذکورۃالصدر حکایت ظاہر کرتی ہے کہ امام نسائیؒ نے المجتبیٰ میں تو احادیث کی صحت کا خیال رکھا لیکن السنن الکبریٰ میں کچھ ضعیف اور معلول روایات کی تخریج بھی کی گئی ہے۔

امام صاحبؒ نے السنن الکبریٰ کی تالیف میں جہاں ظاہری اسباب کے حوالہ سے احادیث کی صحت کا خیال رکھا، وہیں جن رواۃ کا معاملہ مشکوک نظر آیا ان کے متعلق استخارہ کر کے اللہ تعالیٰ کی مدد کے طلب گار ہوئے اور اس طرح بہت سے رواۃ کی احادیث نہ لیں[۱۸]۔ امام نسائیؒ کی شرائط کا کچھ اندازہ السنن الکبریٰ کے راوی محمد بن معاویہ الاحمرؒ کے اس مذکورۃ الصدر بیان سے بھی ہوتا ہے جو انھوں نے امام صاحب کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ کتاب السنن (الکبریٰ) ساری صحیح ہے ، لیکن اس کی کچھ روایات معلول بھی ہیں لیکن ان روایات کے علل واضح نہیں ہیں جبکہ اس سے منتخب کی گئی المجتبیٰ کی تمام روایات صحیح ہیں[۱۹]۔

سعد بن علی الزنجانی نے کہا: " ان لابی عبد الرحمن شرطا فی الرجال اشد شرطا من رجال صحیحی البخاری و مسلم"[۲۰]۔

ذہبیؒ کہتے ہیں سعد بن علی الزنجانی نے صحیح کہا ہے کیونکہ نسائیؒ نے صحیحین کے بہت سے رجال کی تضعیف کی ہے [۲۱]۔ امام دار قطنیؒ نے ایسے رواۃ کے اسماء پر مشتمل ایک جزء لکھا جن سے شیخینؒ نے تو اپنی صحیحین میں روایات کی تخریج کی لیکن نسائیؒ نے ان سے اجتناب کیا[۲۲]۔

اس طرح کے اقوال کے پیش نظر بعض محدثین نے السنن پر صحیح کا اطلاق بھی کیا ہے، بلکہ امیر صنعانی نے صیغہ تمریض کے ساتھ یہاں تک لکھا: "و قد روی ان له شرطاً اعز من شرط البخاری"[۲۳]۔

ذہبیؒ نے بھی امام نسائیؒ کو امام مسلمؒ، امام ابو داؤدؒ اور امام ترمذیؒ سے زیادہ حاذق لکھا ہے، ان کے الفاظ ہیں: "هو احذق بالحدیث وعلله و رجاله من مسلم و من ابی داؤد و من ابی عیسیٰ، و هو جار فی مضمار البخاری و ابی زرعة" [۲۴]۔

امام ابن مندہ نے کہا: بخاری، مسلم، ابو داؤد اور نسائی ان چاروں نے صحیح احادیث کی تخریج کا اہتمام کیا اور ثابت اور معلول، خطا اور صواب میں تمیز کی[۲۵]۔

بعض مغاربہ نے بھی سنن نسائی کو صحیح بخاری پر فضیلت دی ہے لیکن یہ قول شاذ ہے اور امام نسائیؒ نے خود اس طرح کا کوئی دعوی نہیں کیا ہے۔ اگر صحیح بخاری پر فضیلت کی بحث کسی نے کی بھی ہے تو روایات کی صحت کے حوالہ سے نہیں، بلکہ روایات وارد کرنے کے طریقہ کے حوالہ سے کی ہے جیسا کہ دکتور فاروق حمادہ نے امام نسائیؒ کے منہج پر بحث کرتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے[۲۶]۔

جمہور کے نزدیک شیخین نے اپنی صحیحین میں اخذِ حدیث کی جن شرائط کی پابندی کی اس کا تتبع صحیحین کے علاوہ دوسری کتبِ حدیث کے مولفین سے نہ ہو سکا اور جن محدثین نے نسائیؒ کی السنن پر صحیح کا اطلاق کیا ان مراد بھی یہی ہے کہ اس کی اکثر روایات صحیح ہیں اور ضعیف روایات کی تعداد صحیح کے مقابلہ میں کم ہے یا دوسری کتب حدیث کے مقابلہ میں کم ہے۔ اس سے یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ اس کی روایات میں اگر ضعف ہے بھی تو وہ ضعفِ یسیر ہے ضعفِ شدید نہیں ہے اور نہ ہی کثیر الغلط، متروک، وضاع یا متہم بالکذب راویوں سے روایات کی تخریج کی گئی ہے۔ اس توجیہہ کے بغیر اس پہ مطلقاً صحیح کا اطلاق تساہل سے خالی نہیں ہے جیسا کہ عراقیؒ نے کہا :

و النسئی یخرج من لم یجمعوا علیہ ترکاً مذھب متسع

و من اطلق علیھا الصحیحاً فقد اتی تساھلاً صریحاً[۲۷]

ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ ایسی کتب جن کی نسبت شہرت کی بنا پر ان کے مولفین کی طرف شک سے بالا ہے جیسے سنن النسائی وغیرہ اور ان کے مولفین نے اپنی تخریج کردہ روایات کی کوئی علت بھی بیان نہیں کی تو ان کتب پر بھی صحیح کے اطلاق میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے[۲۸]

ج۔ مذہب متسع

ایک نظریہ یہ ہے کہ امام نسائیؒ کی شرائط امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کی طرح نہیں ہیں بلکہ ان کی شرائط امام ابو داؤدؒ کی طرح ہیں اور یہ ہر ایسے راوی سے روایت لیتے ہیں جس کے ترک پہ اجماع نہ ہو، جیسا کہ امام ابن مندہؒ نے لکھا اور بعد میں آنے والوں نے بھی ان کے حوالہ سے نقل کیا: سمعت محمدبن سعدالباوردی بمصر یقول : کان من مذھب النسائی ان یخرج عن کل من لم یجمع علیٰ ترکہ[۲۹]۔ یعنی امام نسائیؒ ہر ایسے راوی سے روایات کی تخریج کرتے ہیں جس کے ترک پر اجماع نہ ہو۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے امام نسائیؒ کے اس منہج پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ اس اجماع سے مراد عام اجماع نہیں بلکہ اجماعِ خاص ہے اور وہ یہ کہ محدثین کا کوئی طبقہ ایسا نہیں ہے جس میں متشددین اور متوسطین ہر دو طبقہ کے نقاد موجود نہ ہوں مثلاً طبقہ اولیٰ میں شعبہ بن حجاجؒ سفیان ثوریؒ کے مقابلہ میں متشدد ہیں۔ طبقہ ثانیہ میں یحییٰ بن سعید القطانؒ، عبدالرحمٰن بن مہدیؒ کے مقابلہ میں متشدد ہیں۔ طبقہ ثالثہ میں امام یحییٰ بن معینؒ میں امام احمد بن حنبلؒ کے مقابلہ میں زیادہ شدت پائی جاتی ہے۔ طبقہ رابعہ میں ابو حاتم رازیؒ امام بخاریؒ کے مقابلہ میں متشدد ہیں۔

امام نسائیؒ کے نزدیک کوئی شخص اس وقت تک ترک کرنے کے قابل نہیں ہے جب تک کسی طبقہ کے متشددین اور معتدلین ہر دو طرح کے نقاد اس کے ترک پہ متفق نہ ہوں، صرف متشددین کی جرح یا ان کے ترک کرنے سے راوی متروک نہیں ہوگا[۳۰]۔

امام نسائیؒ کی طرف منسوب اس قول کی بنیاد پر آپ کے اخذ حدیث کے مذہب کو مذہب متسع کہا گیاہے، اس سے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے کہ امام صاحب ضعیف اور متروک رواۃ سے بھی روایت لینے کے قائل ہیں۔ اس کا کچھ ازالہ تو امام صاحب کے مذکورۃالصدر بیان سے ہو جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: امام نسائیؒ کے اخذِ حدیث کے مذہب کا مذہب متسع ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ضعفاء اور متروکین سے بھی روایت لیتے ہیں، کیونکہ کتنے ہی ایسے راوی ہیں جن سے امام ابو داؤدؒ اور امام ترمذیؒ نے تو روایات لیں لیکن امام النسائی نے ان کی روایات سے اجتناب کیا بلکہ انہوں نے تو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے رجال کی ایک جماعت سے روایت لینے سے بھی اجتناب کیا(۳۱)۔

امام ابن مندہؒ نے اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے لکھا: ایسے تمام راوی جن کی احادیث کی بخاریؒ اور مسلمؒ دونوں نے یا ان میں سے کسی ایک نے اپنی صحیح میں تخریج کی یہ سب کے سب راوی ابو داؤدؒ اور نسائیؒ کے نزدیک مقبول ہیں، سوائے ان چند راویوں کے جن کا ہم ذکر کریں گے (۳۲)۔

امیر الصنعانی کے نزدیک جس راوی کے ترک پر اجماع نہ ہو اس سے حدیث لینا امام نسائیؒ کی شرط ہے (۳۳)۔

السنن الکبریٰ میں امام نسائیؒ کی شرائط کے متعلق راجح قول یہی ہے کہ اس میں امام صاحب کی شرائط سنن ابی داوٗد کی طرح ہیں اور امام ابو داؤدؒ نے اپنی شرائط کا بیان کرتے ہوئے اہل مکہ کو لکھا: "یہ السنن جو میں نے تصنیف کی ہے اس میں کسی بھی متروک یا خراب حافظہ والے شخص سے کوئی روایت نہیں لی ہے اور اگر کہیں کوئی ایسی متروک روایت لی بھی ہے تو اس کا بیان بھی کر دیا ہے کہ یہ روایت منکر ہے"(۳۴)۔

دکتور فاروق حمادہ نے لکھا کہ امام نسائیؒ کی السنن الکبریٰ کی شرائط کے متعلق دو قول نقل کیے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں آپ کی شرائط شیخین کی شرائط سے بھی سخت ہیں اور دوسری رائے جو صواب اور حق ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی شرائط المجتبیٰ میں اور السنن الکبریٰ میں بھی سنن ابی داوٗد کی طرح ہیں یعنی ہر اس راوی سے حدیث لینا جس کے ترک پر (متوسطین اور متشددین) کا اجماع نہ ہو (۳۵)۔

زرکشیؒ (م ۷۹۴ھ) نے آئمہ کی شرائط پر بحث کرتے ہوئے اتصال سند کو بھی امام نسائیؒ کا شرائط میں شمار کیا ہے (۳۶)۔

امام نسائیؒ کی اخذ حدیث کی شرائط شیخینؒ سے نرم ہیں اور امام ابو داؤدؒ کی شرائط کے مشابہ ہیں لیکن اس کے باوجود ابو داؤدؒ، ترمذیؒ اور ابن ماجہ کے مقابلہ میں آپؒ کی شرائط کچھ سخت ہیں اور مجروح رواۃ سے نسبتاً کم روایات کی تخریج کی گئی ہے۔ امام ابو داؤدؒ اور امام نسائیؒ اٹھاون (۵۸) ضعیف راویوں سے روایت کرنے میں مشترک ہیں جب کہ ابو داؤدؒ نے تین سو بتیس (۳۳۲) ضعیف راویوں سے روایت کیا ہے اور نسائیؒ کے السنن الصغریٰ اور السنن الکبریٰ دونوں کتابوں میں ضعیف راویوں کی مجموعی تعداد ایک سو چھتیس (۱۳۶) ہے (۳۷)۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ امام نسائیؒ ضعیف رواۃ سے روایات کی تخریج میں سنن کے بقیہ مؤلفین کے مقابلہ میں زیادہ محتاط ہیں اور ضعیف رواۃ سے نسبتاً کم روایت کرتے ہیں اور آپ کی نقل کردہ روایت میں ضعف شدید بھی کم ہی ہوتا

ہے۔ابن رجب الحنبلیؒ نے لکھا: "ابو داؤد قریب من الترمذی فی ھذا، بل ھو اشد انتقا داً للرجال منہ و اماالنسائی فشرطہ اشد من ذلک، ولا یکاد یخرج لمن یغلب علیہ الوھم ولا لمن فحش خطوہ وکثر""[۳۸]۔

فاروق حمادہ اسی موضوع کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کتب ستہ میں صحیحین کے بعد المجتبیٰ ایسی کتاب ہے جس میں سب سے کم ضعیف حدیثیں ہیں اور السنن الکبریٰ بھی (اس صف میں) اس کے ساتھ شامل ہے کیونکہ جب اس سے وہ احادیث الگ کر دی جائیں جنھیں مولفؒ نے خود ضعیف کہاہے تو باقی سب صحیح ہی رہ جاتی ہیں اور وہ صحیحین (کی احادیث) سے کمتر نہیں ہیں[۳۹]۔

د۔مجہول رواۃ سے روایات کی تخریج اور رفع جہالت

جہالت سے مراد کسی راوی کا علم اور عدالت کے لحاظ سے معروف نہ ہونا ہے اور محدثین کے نزدیک کسی راوی کا مجہول ہونا اسباب جرح میں سے ہے۔خطیب بغدادیؒ نے لکھا: المجہول عند اصحاب الحدیث ھو کل من لم یشتھر بطلب العلم فی نفسہ ولا عرّفہ العلماء بہ و من لم یعرف حدیثہ الا من جھۃ راو واحد --- و اقل ما ترتفع بہ الجھالۃ ان یروی عن الرجل اثنان فصاعداً من المشھورین بالعلم الا انہ لا یثبت لہ حکم العدالۃبروایتھماو قد زعم قوم ان عدالتہ تثبت بذلک[۴۰]۔

مجہول کی دو اقسام ہیں۔

۱۔مجہول العین

۲۔مجہول الحال (ا۔مجہول الحال ظاہراًاو باطناًاور ۲۔مجہول الحال باطناً

امام نسائیؒ اور مجہول راوی

امام نسائیؒ نے ایسے راویوں سے بھی روایات کی تخریج کی ہے جن سے ایک راوی روایت کرنے میں منفرد ہے اور جو جمہور کے نزدیک مجہول کی تعریف میں آتے ہیں۔اس کی وجہ سے امام صاحبؒ پر کلام بھی کیا گیا ہے۔حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ خطیب بغدادیؒ وغیرہ جنھوں نے سنن نسائی پر صحیح کا اطلاق کیا یا یہ کہا کہ سنن نسائی میں امام صاحبؒ کی صحیح احادیث کے اخذ کی شرط ہے ان کی بات محل نظر ہے اور یہ بات بھی تسلیم نہیں کی جا سکتی کہ امام نسائیؒ کی اخذِ حدیث کی شرط امام مسلمؒ کی شرط سے بھی سخت ہے، سنن نسائی میں تو مجہول الحال اور مجہول العین رجال اور مجروح رواۃ بھی ہیں اور اس میں ضعیف، معلل اور منکر روایات بھی ہیں[۴۱]۔

امام نسائیؒ نے کچھ رواۃ کی جہالۃ خود بیان کی ہے جبکہ بعض رواۃ جو دیگر محدثین کے نزدیک مجہول کی تعریف میں آتے ہیں ان سے سکوت فرمایا ہے۔جمہور محدثین کے نزدیک کسی راوی سے رفع جہالت کے لیے کم از کم دو عادل راویوں کی روایت لازمی ہے۔اس معاملہ میں بعد میں آنے والوں نے امام محمد بن یحییٰ الذہلیؒ کی متابعت کی ہے جو اس وقت تک کسی راوی سے رفع جہالت کے قائل نہ تھے جب تک کم از کم دو ثقہ راوی اس سے روایت نہ کریں، جبکہ علی بن مدینیؒ دو راویوں کی روایت سے بھی رفع جہالت کے قائل نہیں ہیں[۴۲]۔ امام النسائیؒ کے علاوہ ایک ثقہ راوی کی روایت سے رفع جہالت کا نظریہ نہ صرف ابن حبانؒ کا ہے بلکہ ان کے شیخ امام ابن خزیمہؒ کے نزدیک بھی نہ صرف رفع جہالت بلکہ عدالت کے ثبوت کے لیے بھی ایک ثقہ راوی کی روایت کافی ہے[۴۳]۔

امام نسائیؒ کے کلمات تجہیل

امام النسائیؒ رواۃ کی جہالۃ بیان کرنے کے لیے مجہول، مجہول لا نعرفہ،لا اعرفہ، لیس بالمشہور، لاادری من ھو، ھومجہول،لیس بمعروف، لا علم لی، کتبت عنہ ولم اقف علیہ، لا اعلم احداً روی عنہ غیر فلان اور لیس بہ علم و قد کتبت عنہ جیسے کلمات استعمال کرتے ہیں۔

السنن الکبریٰ کے رواۃ

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے امام نسائیؒ کے ترجمہ میں تلامذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ابتداء میں (۱۰) تلامذہ کے نام گنوائے اور لکھا کہ یہ امام صاحبؒ سے السنن کے راوی ہیں۔

۱۔ عبدلکریم بن احمد بن شعیب بن علی النسائی امام نسائیؒ کے صاحبزادے، ۲۔ ابو بکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن السنی الدینوری، ۳۔ ابو علی الحسن بن الخضر الاسیوطی، ۴۔ الحسن بن رشیق العسکری، ۵۔ حمزہ بن محمد بن علی الکنانی، الحافظ، ۶۔ ابو الحسن محمد بن عبداللہ بن زکریا بن حیویہ، ۷۔ محمد بن معاویہ بن الاحمر، ۸۔ محمد بن قاسم الاندلسی، ۹۔ علی بن ابی جعفر الطحاوی، ۱۰۔ ابو بکر احمد بن محمد المہندس[۴۴]۔

امام نسائیؒ سے ان دس کے علاوہ بھی کچھ تلامذہ نے السنن الکبریٰ کے بعض حصے روایت کیے ہیں، جن میں سے کچھ کے نام درج ذیل ہیں:

۱۱۔ ابوالحسن احمد بن محمد بن عثمان بن عبدالوہاب بن عرفہ بن ابی تمام امام مسجد الجامع بمصر، ۱۲۔ الحسن بن بدر بن ابی ہلال، ابو علی، ۱۳۔ ولید بن قاسم الصوفی، ۱۴۔ ابوالعصام، ۱۵۔ ابو محمد الحسین بن جعفر بن محمد الزیات۔

نتائج تحقیق

اس تحقیقی مقالہ کی تکمیل کے بعد مقالہ نگار اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ قرآنِ مجید جو شریعتِ مطہرہ کا بنیادی مصدر ہے اس کی حقیقی روح کو اس وقت تک نہیں سمجھا جا سکتا جب تک احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کی طرف رجوع نہ کیا جائے۔ اہل سنت والجماعت کے تمام مکاتبِ فکر کے نزدیک حدیث مبارک دوسرا بڑا شرعی ماخذ ہے اور اس سے تلازم کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ محدثینِ کرام نے حدیث کی اہمیت کے پیش نظر ہر دور میں اس کی طرف خصوصی توجہ دی اور اپنی اپنی بساط اور ذوق کے مطابق حدیث کے مجموعے تیار کیے۔ امام نسائیؒ کی السنن الکبریٰ انھی مجموعہ ہائے حدیث میں سے ایک ہے۔ مقالہ کی تکمیل کے بعد مقالہ نگار اس نتیجہ پر پہنچا کی امام النسائیؒ کی السنن الکبریٰ درج ذیل خواص کی حامل ہے۔

۱۔ السنن الکبری کی المجتبیٰ سے الگ ایک امتیازی حیثیت ہے اور اس کی تقریباً تینتیس کتب ایسی ہیں جو السنن المجتبیٰ میں موجود نہیں ہیں۔

۲۔ السنن الکبریٰ کی اکثر روایات صحیح یا حسن درجہ کی ہیں۔

۳۔ جن روایات میں ضعف ہے وہ بھی معمولی ضعف کی حامل ہیں، شدید ضعیف، منکر یا موضوع نہیں ہیں۔

۴۔ امام نسائیؒ کی اخذ حدیث کی شرائط بقیہ اصحاب السنن کے مقابلہ میں کچھ سخت ہیں۔ لیکن صحیحین کے مقابلہ میں نرم ہیں۔

۵۔ امام نسائیؒ کا اخذِ حدیث کا مذہب، متسع ہے۔

۶۔ جنھوں نے امام نسائیؒ کی السنن الکبری پر صحیح کا اطلاق کیا یا اسے صحیح بخاری سے اصح کہا ان سے تساہل ہوا ہے۔

۷۔ السنن الکبریٰ کے ضعیف راویوں کی تعداد سنن ابی داؤد وغیرہ کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔

۸۔ امام نسائیؒ اپنے شیوخ سے زیادہ تر روایات اخبرنا کے صیغہ سے بیان کرتے ہیں۔

۹۔ رفع جہالت کے حوالہ سے امام صاحب کی شرائط میں نسبتاً نرمی ہے۔

۱۰۔ السنن الکبریٰ کی تالیف میں متہم بالکذب رواۃ کی روایات سے عموماً اجتناب کیا گیا ہے یا ان کا ضعف بیان کر دیا گیا ہے۔

۱۱۔ السنن الکبریٰ کے تراجم ابواب اور تعلیقات میں علوم الحدیث سے متعلق قیمتی مباحث موجود ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ الشریف، حاتم بن عارف العونی، مقدمۃ تسمیۃ مشائخ ابی عبدالرحمٰن النسائی، دار عالم الفوائد، مکۃ المکرمۃ، ۱۴۰۳ھ، ص ۷۔۱۰

۲۔ ابن یونس مصری، عبدالرحمٰن بن احمد، تاریخ ابن یونس، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۱ھ، ج۱، ص ۲۴

۳۔ ابن اثیر، الجزری، مبارک بن محمد، جامع الاصول فی احادیث الرسول ﷺ، مطبعۃ الملاح، الطبعۃ الاولیٰ، ج۱، ص ۱۹۵

۴۔ (احمد محمد شاکر نے تفسیر الطبری کی تحقیق کے دوران بہت سے مقامات پر وضاحت کی ہے کہ مولف نے النسائیؒ کا حوالہ دیا ہے جبکہ مجھے یہ روایت السنن الصغریٰ میں نہیں ملی، ہو سکتا ہے کہ السنن الکبریٰ میں موجود ہو، مثلا: ۳، ۵۲۶، ۴۶۶

ہیثمیؒ نے حدیث مبارکہ اللھم من ظلم اھل المدینۃ و اخافھم فاخفہ، وعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین، لا تقبل منہ صرفاولا عدلاً پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا: قلّت عزاہ الشیخ فی الاطراف الی النسائیؒ ولم اراہ فی المجتبیٰ فلعلہ فی الکبیر۔ مجمع الزوائد: ۳، ۳۰۷

۵۔ المزی، یوسف بن عبدالرحمٰن، تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف، المکتبۃ الاسلامی، والدار القیمۃ، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۰۳ھ ۔ ۷: ۱، ۹، ۱۱، ۱۳، ۱۴

۶۔ المزی، تحفۃ الاطراف ۱۵/۴: ۱، ۳۹۱: ۴، ۲۰۹: ۵، ۲۶۷، ۳۲۲، ۳۸۴، ۱۳وغیرہ اور ان مقامات پر بھی السنن الکبریٰ کا حوالہ بھی موجود ہے۔

۷۔ المزی، یوسف بن عبدالرحمٰن، تہذیب الکمال، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعۃ الاولی، ۱۴۰۰ھ، ج۱، ص ۲۲۸

۸۔ ابن اثیر، الجزری، جامع الاصول ج۱، ص ۱۹۷

۹۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابوالفداء القرشی، البدایۃ والنھایۃ، مکتبۃ المعارف، بیروت، ج۱۱، ص ۱۴۰

۱۰ ۔الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۱۳ھ، : ج ۴، ص ۳۳

۱۱ ۔السخاوی، محمد بن عبدالرحمٰن، القول المعتبر فی ختم النسائی روایۃ ابن الاحمر، بیروت، لبنان، ۱۴۲۰ھ، ج ۱، ص ۵۴

۱۲ ۔سعد بن عبداللہ الحمید، الدکتور، مناہج المحدثین، مکتبہ الشاملہ، ج ۱، ص ۱۴۹

۱۳ ۔یہ تقابلی جائزہ السنن الکبریٰ کے الدکتور عبد الغفار سلیمان البنداری اور سید کسروی حسن کی تحقیق کے ساتھ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان سے چھ جلدوں میں چھپنے والے نسخے اور المجتبیٰ کے عبد الفتاح ابو غدہ کی تحقیق کے ساتھ مکتبۃ المطبوعات الاسلامیۃ، حلب سے آٹھ جلدوں میں چھپنے والے نسخے کو سامنے رکھ کے کیا گیا ہے۔ ورنہ السنن الکبریٰ کے مذکورہ محققین نے اس کے مقدمہ میں جو تفصیل دی ہے وہ کتاب کے مندرجات سے مختلف ہے۔

۱۴ ۔ابن حجر، العسقلانی، احمد بن علی، النکت علیٰ کتاب ابن الصلاح، عمادۃ البحث العلمی، المدینۃ المنورۃ، ۱۴۰۴ھ، ج ۱، ص ۱۷۵

۱۵ ۔السخاوی، محمد بن عبدالرحمٰن، فتح المغیث، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۰۳ھ، ج ۱، ص ۸۷

۱۶ ۔الزرکشی، ابو عبداللہ، محمد بن عبداللہ، النکت علیٰ مقدمۃ ابن لصلاح، اضواء السلف۔ ریاض، السعودیۃ العربیۃ، ۱۴۱۹ھ۔، ا: ۴۸۴

۱۷ ۔السخاوی، فتح المغیث، ج ۱، ص ۸۷

۱۸ ۔ابن حجر، العسقلانی، النکت علیٰ کتاب ابن الصلاح، ج ۱، ص ۴۸۳

۱۹ ۔ابن حجر، العسقلانی، النکت علیٰ کتاب ابن الصلاح، ج ۱، ص ۴۸۴

۲۰ ۔الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، تذکرۃ الحفاظ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج ۲، ص ۲۰۰

۲۱ ۔الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۱۴، ص ۱۳۱

۲۲ ۔فواد سزگین، تاریخ التراث العربی، ترجمہ د۔ محمود فہمی، ادارۃ الثقافۃ المدینۃ، السعودیۃ، ۱۴۱۱ھ، ج ۱، ص ۵۱۴

۲۳ ۔الصنعانی، الامیر، محمد بن اسماعیل، توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۷ھ، ا: ۱۹۷

۲۴ ۔الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۱۴، ص ۱۳۳

۲۵ ۔ابن نقطہ، محمد بن عبد الغنی، التقیید لمعرفۃ رواۃ السنن والاسانی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۰۸ھ، ص ۱، ص ۱۴۱

۲۶ ۔فاروق حمادہ، الدکتور، مقدمۃ عمل الیوم واللیلۃ، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۰۶ھ، ج ۱، ص ۵۴

۲۷ ۔العراقی، زین الدین، عبدالرحیم بن الحسین، الفیۃ العراقی، مکتبہ دار المنہاج والتوزیع، الریاض، ۱۴۲۸ھ، ج ۱، ص ۱۰۰

۲۸ ۔السخاوی، فتح المغیث، ، ج ۱، ص ۶۵

۲۹ ۔ابن مندہ، محمد بن اسحاق بن محمد، ابو عبداللہ، شروط الائمہ، دار مسلم، ریاض، سعودیہ العربیہ، ۱۴۱۴ھ، ج ۱، ص ۴۳

۳۰ ۔ابن حجر، العسقلانی، النکت علیٰ کتاب ابن لصلاح، ج ۱، ص ۷۵

۳۱ ۔ابن حجر، العسقلانی، النکت علیٰ کتاب ابن الصلاح، ا، ج ا، ص ۸۲
۳۲ ۔ابن مندہ، شروط الائمہ، ج ا، ص ۷۱
۳۳ ۔الصنعانی، الامیر، توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار، ج ا، ص ۷۳
۳۴ ۔ابو داود، سلیمان بن اشعث، رسالۃ ابی داود الیٰ اھل مکۃ، دار العربیۃ، بیروت، ج ا، ص ۲۵
۳۵ ۔فاروق حمادہ، مقدمۃ عمل الیوم واللیلۃ، ج ا، ص ۴۹
۳۶ ۔النکت علیٰ مقدمۃ ابن لصلاح، ج ا، ص ۳۵۵
۳۷ ۔عطاء اللہ، شعبان لقان، رباعیات الامام النسائیؒ فی السنن الکبریٰ، ج ا، ص ۳۱
۳۸ ۔ابن رجب، شرح علل الترمذی، ج ۲، ص ۶۱۳
۳۹ ۔فاروق حمادہ، مقدمۃ عمل الیوم واللیلۃ، ج ا، ص ۵۳
۴۰ ۔خطیب البغدادی، احمد بن علی، الکفایہ فی علم الروایۃ، المکتبۃ العلمیۃ، المدینۃ المنورۃ، ۸۸: ا
۴۱ ۔العراقی، الفیہ العراقی، ج ا، ص ۱۱۹
۴۲ ۔ابن رجب، شرح علل الترمذی، ۳۷۸: ا
۴۳ ۔ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی، لسان المیزان، موسسۃ الاعلمی بیروت، لبنان ۱۴۰۶ھ، ۱۴: ا
۴۴ ۔ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی،، تہذیب التنذیب، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۴ھ، ا: ۳۷